کیا فرماتے ہیں علمائے کرام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(1) قربانی کے جانور کی دونوں سینگوں کو ایک آلہ کے ذریعہ کاٹ کر جڑ تک نکال دیا جائے اور اس سینگوں کی جگہ جو خلاء ہوتا ہے اس کو مصالحہ جات و دوا وغیرہ لگا کر بھر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے کچھ عرصہ میں وہ زخم بھر (ٹھیک ہو) جاتا ہے۔ کیا ایسے جانور کی قربانی درست ہے؟
مذکورہ عمل جانور کی خوبصورتی کے لیے کیا جاتا ہے جس سے جانور مہنگے داموں میں فروخت ہوتا ہے۔

(2) زائد اجزاء والے جانوروں کی قربانی کرنا کیسا ہے؟ جیسے بکری کے تین تھن ہوں یا تین ٹخنے ہوں یا کوئی اور جزء زائد ہو تو ایسے جانوروں کی قربانی کرنا کیسا ہے؟

(3) اگر ایسے زائد اجزاء والے جانوروں کا کوئی جزء کٹ جائے یا کاٹ دیا جائے۔ جیسے بکری کے تین تھن تھے جس میں سے ایک یا دو تھن کٹ گئے تو ایسی صورت میں یہ عیب قربانی سے مانع شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

(4) اگر پہلا جانور بیچ کر دوسرا جانور کم قیمت پر خرید لیا تو وہ رقم جو بچ گئی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس رقم کو چارہ وغیرہ میں استعمال کیا جا سکتا ہے؟

براہ کرم ان سوالات کے مدلل جوابات عنایت فرما کر ممنون فرمائیں اگر استاد محترم حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے بھی تصدیق کرادیں تو بہت نوازش ہوگی۔

سائل: متعلم محمد عادل شیخ حیدرآباد
رابطہ نمبر: 0342-6000404

دار الافتاء
فتوی نمبر ۱۲/۱۷۶۷
مورخہ
جامعہ دار العلوم کراچی

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔ جس جانور کے سینگ سوال میں ذکر کردہ طریقہ کے مطابق ختم کر دیئے گئے ہوں اُس کی قربانی درست ہے بشرطیکہ اس عمل کی وجہ سے جانور کے سر پر ایسا گہرا زخم موجود نہ ہو جو جانور کے دماغ تک سرایت کر جائے، کیونکہ قربانی کے درست ہونے یا نہ ہونے کا اصل مدار عیب پر ہے کہ شریعتِ مقدسہ نے قربانی کے جانور میں ایسے عیب کو معیوب قرار دیا ہے جو جانور کے منافع میں رکاوٹ بنتا ہو اور سینگ جانور کا ایسا جزء نہیں ہے جس کے نہ ہونے سے جانور کے منافع میں فرق آتا ہو، نیز سوال میں ذکر کردہ طریقہ سے جانور میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ عمل اُس کی خوبصورتی کے لئے کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس طرح کے جانور کی قربانی کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ وہ معیوب نہ ہو۔(مأخذہٗ التبویب: ۹۰۲/۴۳)

واضح رہے کہ اگر اس عمل کی وجہ سے جانوروں کو سخت تکلیف ہوتی ہو تو محض ان کی خوبصورتی کے لیے اذیت دینا جائز نہیں۔

بدائع الصنائع (٥/ ٧٥)

وأما الذي يرجع إلى محل التضحية فنوعان أحدهما سلامة المحل عن العيوب الفاحشة ....وتجزي الجماء وهي التي لا قرن لها خلقة وكذا مكسورة القرن تجزي لما روى أن سيدنا عليا رضي الله عنه سئل عن القرن فقال لا يضرك،أمرنا رسول الله أن نستشرف العين والأذن. وروى أن رجلا من همذان جاء إلى سيدنا علي رضي الله عنه فقال يا أمير المؤمنين البقرة عن كم قال عن سبعة ثم قال مكسورة القرن قال لا ضير ثم قال عرجاء فقال إذا بلغت المنسك ثم قال سيدنا علي كرم الله وجهه أمرنا رسول الله أنا نستشرف العين والأذن فإن بلغ الكسر المشاش لا تجزيه والمشاش رؤس العظام مثل الركبتين والمرفقين.

المحيط البرهاني (٥/ ٦٦٨)

ومن المشايخ من يذكر هذا الفصل أصلاً، ويقول: كل عيب يزيل المنفعة على الكمال، أو الجمال على الكمال يمنع الأضحية، وما لا يكون بهذه الصفة لا يمنع.

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

حاشية ابن عابدين (٦/ ٣٢٣)

قوله (ويضحي بالجماء) هي التي لا قرن لها خلقة وكذا العظماء التي ذهب بعض قرنها بالكسر أو غيره فإن بلغ الكسر إلى المخ لم يجز. قهستاني.وفي البدائع إن بلغ الكسر المشاش لا يجزي والمشاش رؤوس العظام مثل الركبتين والمرفقين اه.

(۲)۔۔۔ زائد اجزاء والے جانور کی قربانی سے متعلق تلاش کے باوجود کوئی صریح جزئیہ نہیں ملا۔ البتہ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے قربانی کے جواز سے مانع عیوب کے بارے میں یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے: "ہر وہ عیب جو منفعت یا خوبصورتی کو بالکلیہ ختم کر دیتا ہو، وہ مانع عن الأضحیۃ ہے"۔ دوسرا ضابطہ یہ بیان فرمایا ہے: " عیبِ یسیر مانع عن الأضحیۃ نہیں ہے اور عیبِ کثیر مانع ہے، اور عیبِ یسیر وہ عیب ہے جو جانور کے گوشت پر اثر انداز نہ ہو "۔ ان ضوابط کی روشنی میں آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ صرف زائد اجزاء والا ہونا کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو جانور کے کسی منفعت یا خوبصورتی کو بالکلیہ ختم کرتا ہو یا اس کے گوشت پر اثر انداز ہوتا ہو، اس لیے بظاہر زائد اجزاء والے جانور کی قربانی کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، بشرطیکہ اس جانور میں دوسرا کوئی ایسا عیب نہ ہو جو قربانی سے مانع ہو۔

الفتاوى الهندية (٥/ ٢٩٩)

ومن المشايخ من يذكر لهذا الفصل أصلا ويقول كل عيب يزيل المنفعة على الكمال أو الجمال على الكمال يمنع الأضحية وما لا يكون بهذه الصفة لا يمنع.

المبسوط للسرخسي (١٢/ ٢٦)

ثم الأصل أن العيب الفاحش مانع لقوله تعالى: {وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ} [البقرة: من الآية٢٦٧] واليسير من العيب غير مانع لأن الحيوان قلما ينجو من العيب اليسير فاليسير ما لا أثر له في لحمها.

(۳)۔۔۔ واضح رہے کہ قربانی کے جانور کے اعضاءِ اصلیہ میں سے کسی عضو کا پورا اس کے کچھ حصے کا کٹ جانا مطلقاً قربانی کے جواز سے مانع نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض صورتوں میں یہ مانع عن الأضحیۃ عیب شمار ہوتا ہے، بعض میں نہیں۔ مثلاً بکری کا اگر ایک تھن کٹ جائے تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے، لیکن گائے یا بھینس کا ایک تھن کٹ جائے تو اس کی قربانی جائز ہے، دو تھن کٹ جائیں تو جائز نہیں ہے۔ جہاں تک زائد اجزاء کا تعلق ہے تو زائد اجزاء کے کٹنے کی صورت میں قربانی کے جواز و عدمِ جواز سے متعلق کتبِ فقہ

میں کوئی صریح جزئیہ تو نہیں ملا، تاہم اعضاءِ اصلیہ کے کٹنے کی صورت میں فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ذکر کردہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ زائد جزء کو کاٹنا قربانی کے جواز سے مانع نہیں ہوگا، بشرطیکہ زائد جزء کاٹنے کی وجہ سے اس جانور کے اندر کوئی اور ایسا عیب پیدا نہ ہو جو قربانی سے مانع ہو۔

الهداية شرح البداية (٤/ ٧٣)

قال: ولا تجزىء مقطوعة الأذن والذنب أما الأذن فلقوله عليه الصلاة والسلام استشرفوا العين والأذن أي اطلبوا سلامتهما وأما الذنب فلأنه عضو كامل مقصود فصار كالأذن. قال ولا التي ذهب أكثر أذنها وذنبها وإن بقي أكثر الأذن والذنب جاز لأن للأكثر حكم الكل بقاء وذهابا ولأن العيب اليسير لا يمكن التحرز عنه فجعل عفوا واختلفت الرواية عن أبي حنيفة رحمه الله في مقدار الأكثر...... قال: ويجوز أن يضحى بالجماء وهي التي لا قرن لها لأن القرن لا يتعلق به مقصود وكذا مكسورة القرن لما قلنا والخصي لأن لحمها أطيب وقد صح أن النبي صلى الله عليه وسلم ضحى بكبشين أملحين موجوءين.

الفتاوى الهندية (٥/ ٢٩٨)

ولو ذهب بعض هذه الأعضاء دون بعض من الأذن والألية والذنب والعين ذكر في الجامع الصغير إن كان الذاهب كثيرا يمنع جواز التضحية وإن كان يسيرا لا يمنع واختلف أصحابنا بين القليل والكثير فعن أبي حنيفة رحمه الله تعالى أربع روايات وروى محمد رحمه الله تعالى عنه في الأصل وفي الجامع أنه إذا كان ذهب الثلث أو أقل جاز وإن كان أكثر لا يجوز والصحيح أن الثلث وما دونه قليل وما زاد عليه كثير وعليه الفتوى كذا في فتاوى قاضي خان.

فتاوى قاضيخان (٣/ ٢١٠)

و الصحيح أن الثلث و ما دونه قليل و مازاد عليه كثير و عليه الفتوى.

حاشية ابن عابدين (٦/ ٣٢٥)

وفي الخلاصة: مقطوعة رؤوس ضروعها لا تجوز فإن ذهب من واحدة أقل من النصف فعلى ما ذكرنا من الخلاف في العين والأذن. وفي الشاة والمعز إذا لم يكن لهما إحدى حلمتيهما خلقة أو ذهبت بآفة وبقيت واحدة لم يجز وفي الإبل والبقر إن ذهبت واحدة يجوز أو اثنتان لا اه ذكر فيها جواز التي لا ينزل لها لبن من غير علة. وفي التاترخانية والشطور لا تجزي وهي من الشاة ما قطع

Scanned by CamScanner

به بلا فرق بين غني وفقير. وقال بعضهم إن وجبت عن يسار فكذا الجواب وإن عن إعسار ذبحهما. ينابيع.

(٤) الفتاوى الهندية (٥/ ٢٩٤)

رجل اشترى شاة للأضحية وأوجبها بلسانه ثم اشترى أخرى جاز له بيع الأولى في قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وإن كانت الثانية شرا من الأولى وذبح الثانية فإنه يتصدق بفضل ما بين القيمتين لأنه لما أوجب الأولى بلسانه فقد جعل مقدار مالية الأولى لله تعالى فلا يكون له أن يستفضل لنفسه شيئا ولهذا يلزمه التصدق بالفضل. قال بعض مشايخنا هذا إذا كان الرجل فقيرا فإن كان غنيا فليس عليه أن يتصدق بفضل القيمة. قال الإمام شمس الأئمة السرخسي الصحيح أن الجواب فيهما على السواء يلزمه التصدق بالفضل غنيا كان أو فقيرا لأن الأضحية وإن كانت واجبة على الغني في الذمة فإنما يتعين المحل بتعيينه فتعين هذا المحل بقدر المالية لأن التعيين يفيد في ذلك.

(٥) أيضاً الفتاوى الهندية (٥/ ٣٠٧)

ولو غصب أضحية مذبوحة ضمن قيمتها لأنه مال مملوك لغيره أخذ بغير إذنه وإذا أخذ المضحي قيمتها يتصدق بها لأنه بالتضمين ملكها منه فصار كأنه باعها منه وإذا باعها منه لزمه التصدق بقيمتها فكذا هذا. والله تعالى أعلم بالصواب

عبدالله ولی عفی عنہ

عبدالله ولی عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

١٨/ ربیع الأول/ ١٤٣٧ھ

٢٨/ دسمبر/ ٢٠١٥ء

الجواب صحیح

١٨ ربیع الاول ١٤٣٧ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفرالله

١٦/ ٣/ ١٤٣٧ھ

الجواب صحیح

١٦/ ٣/ ١٤٣٧ھ

دارالافتاء

فتوی نمبر ٦٧/١٤١٦

١٨/ ٣/ ١٤٣٧ھ

٣٠/ ١٢/ ٢٠١٥

مفتی